روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ ہفتہ ۱۷ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ، یکم احسان ۱۳۷۰ ہش، یکم جون ۱۹۹۱ء نمبر ۱۲۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُعاؤں کے ذریعے رُوحانی دَولت کی حفاظت چاہئیں

"بعض دفعہ بڑے بڑے امیر بڑے بڑے دولتمند اچانک ایسے مصائب اور حوادث کا شکار ہوجاتے ہیں کہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ ساری دولتیں مٹ جاتی ہیں۔ جو کچھ کمائی تھی وہ سب ختم ہوگئی۔ تو اگر دنیا کی دولتیں محفوظ نہیں ہیں تو روحانی دولت بھی ان معنوں میں محفوظ نہیں ہے۔ اگر کوئی بلا پڑے گی تو بلا ان نعمتوں کو تباہ بھی کر سکتی ہے۔ اس لئے دعا ہی کے ذریعے ان نعمتوں کی حفاظت کی مدد مانگنی چاہیئے"۔ (ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"میں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں۔ جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے، تو لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہوگی۔ ایسا ہی جب میں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقینِ واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے"۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ:

"جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے تو جو ذوق و سُرور اللہ تعالیٰ پر توکّل کا اس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے میں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۱۶)

"بیشک اگر آپ کے دل میں اہلِ دِل لوگوں کے ساتھ محبّت نہ ہوتی، تو آپ ہمارے پاس کیوں آتے اور ایک دنیادار کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ایک دنیا سے الگ گوشہ نشین کے پاس جاوے۔ مناسبت ایک ضروری شئے ہے اور اصل تو یہ ہے کہ جبکہ انسان ایک فنا ہونے والی ہستی ہے اور مَوت کا کچھ بھی پتہ نہیں کہ کب آجاوے اور عمر ایک ناپائیدار شے ہے۔ پھر کس قدر ضروری ہے کہ اپنی اصلاح اور فلاح کی فکر میں لگ جاوے، مگر میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اپنی دُھن میں ایسی لگی ہے کہ اس کو آخرت کا کچھ فکر اور خیال ہی نہیں۔ خدا تعالیٰ سے ایسے لاپرواہ ہو رہے ہیں گویا وہ کوئی ہستی ہی نہیں"۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۱۸)

سیرت و سوانح حضرت مرزا ناصر احمد صاحب

امام جماعت احمدیہ (الثالث)

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الثالث (اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے) کی سیرت و سوانح کا کام ترتیب کے آخری مراحل سے گذر رہا ہے۔ آپ کے عزیزوں رشتہ داروں، مدّاحوں، تعلقداروں، شاگردوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ آپ کے ساتھ اپنی وابستہ یادیں اور واقعات لکھ کر جلد از جلد مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرما دیں۔ تاکہ تمام ضروری واقعات محفوظ ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ تعاون کرنے والے تمام دوستوں کو جزائے خیر دے۔

کمیٹی برائے سیرت و سوانح حضرت مرزا ناصر احمد صاحب معرفت مرزا انس احمد صاحب ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

اطفال کے اعلانات

مقالہ نویسی کا مقابلہ

امسال مجلس اطفال الاحمدیہ شعبہ اشاعت کی طرف سے جو مقابلہ مقالہ نویسی کروایا جا رہا ہے اس کے لئے درج ذیل عنوان مقرر کیا گیا ہے۔

"سیرت حضرت فضل عمر"

مقالے کے مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ اگست ۱۹۹۱ء ہے۔ اس تاریخ کے بعد موصول ہونے والے مقالے مقابلے میں شامل نہیں کئے جائیں گے۔ تمام مجالس اطفال الاحمدیہ کو تفصیلی سرکلر بھجوا دیا گیا ہے۔

تمام ناظمین اطفال سے گذارش ہے کہ اپنی اپنی مجلس سے کم از کم ۱۰ اطفال سے مقالے لکھوا کر بھجوائیں۔

مرکزی امتحان

امسال اطفال کے سالانہ مرکزی امتحان کے لئے ۱۴ جون بروز جمعۃ المبارک کا دن مقرر ہے۔

باقی صفحہ ۸ پر

آئندہ نسلوں کا رابطہ دعا کے ساتھ جوڑے رکھیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"آجکل جماعت کو تمام دنیا میں جو ضرورتیں درپیش ہیں اور نئے نئے رستے ترقیات کے کھل رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ نئے خطرات بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک بڑی عظیم عالمی جدوجہد کی کیفیت ہے جس میں جماعت اس نئی صدی میں داخل ہوئی ہے اور روز بروز نئے میدان کھلتے رہیں گے۔ اس لئے ابھی سے دعاؤں کی عادت خود بھی ڈالیں اور اپنے بچوں کو بھی دعاؤں کی اہمیّت سمجھاتے رہیں۔ اور دعائیں کرنے کے سلیقے سکھائیں۔ اگلی نسل کو دعا پر قائم کرنا بہت ہی ضروری ہے ورنہ ہمارا اگلی نسلوں کے ساتھ سب سے زیادہ اہم پیوند کٹ جائے گا۔ سب سے زیادہ اہم پیوند جو ہم اگلی نسلوں کے ساتھ قائم کر سکتے ہیں۔ وہ یہی دعا کرنے کا پیوند ہے۔ وہ پیوند جو دراصل تو خدا سے لگتا ہے لیکن ہمارا آپس کا تعلق دعا کرنے والی نسل کے طور پر قائم رہنا چاہیئے، اور ہماری ہر اگلی نسل اسی طرح دعا گو ہونی چاہیئے۔ اسی طرح دعا پر توکل رکھنے والی اور یقین رکھنے والی ہونی چاہیئے جیسے ہمیں ہونا چاہیئے یا ہماری پہلی نسلیں تھیں۔ اس لئے حضرت

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یکم احسان ۱۳۷۰ ہش یکم جون ۱۹۹۱ء

اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ

ہمیں یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ دہلی تشریف لے گئے تو ایک احمدی دوست نے حضور انور کی ایک محفل میں حضور سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ سے محبّت کس طرح کی جاتی ہے اور اس سے محبّت کا کس طرح پتہ چلتا ہے کہ انسان کو اس سے محبّت ہو گئی ہے۔ حضور انور نے اس کا تفصیلی جواب مرحمت فرمایا۔ جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس ارشاد کی روشنی میں تھا

"انسان اپنی محبّت کا خود امتحان کرے۔ اگر اس کو اس سوختہ دل عاشق کی طرح چلتے پھرتے، بیٹھتے اٹھتے غرض ہر حالت میں بیداری کی ہو یا خواب کی، اپنے محبوب کا ہی چہرہ نظر آتا ہے اور کامل توجہ اسی طرف ہے تو سمجھ لے کہ واقعی مجھے خدا تعالیٰ سے ایک عشق ہے اور ضرور ضرور خدا تعالیٰ کا پرکاش اور پریم میرے اندر موجود ہے"

حضرت اقدس کے اس ارشاد میں ان دونوں باتوں کا جواب آگیا کہ خدا تعالیٰ سے کس طرح محبت کی جائے اور کس طرح پتہ چلے کہ خدا تعالیٰ سے پیار ہو گیا ہے۔ اگر انسان اپنی ہر بات میں اور اپنے ہر فعل میں اس بات کو مدنظر رکھے کہ وہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہو اور اسکی رضا کے مطابق ہو اور غیراللہ سے نہ ڈرے نہ اس سے محبّت کرے تو یقیناً کہا جا سکے گا کہ اس شخص کو خدا تعالیٰ سے محبّت ہے اور یہ شخص ایسے کام کرتا ہے جن سے محبّت پیدا ہوتی ہے اور بڑھتی ہے۔ آخر خدا تعالیٰ کوئی مادی شے تو ہے نہیں کہ اس سے جسمانی طور پر لپٹا جائے اور اظہارِ محبت کیا جائے۔ اس سے محبت کرنے کا تو یہی طریق ہو سکتا ہے کہ اس کو دھیان میں رکھا جائے۔ اسی کی بات مانی جائے اور اسکے احکام کو باقی تمام باتوں پر فوقیت دی جائے۔ ایسا کرنا ہی درحقیقت اس سے محبت کرنا ہے۔ اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اس راہ پر چل پڑے گا۔ جو خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کرتی ہے۔ اور محبت آہستہ آہستہ بڑھاتی چلی جاتی ہے۔

اور جب انسان اس راہ پر چل پڑے اور چلتا ہی چلا جائے تو پھر یہ کہنے اور سمجھنے میں کیا باک ہو سکتا ہے کہ اسے واقعی خدا تعالیٰ سے محبت ہو گئی ہے۔ پس حضرت اقدس کے اس ارشاد کے مطابق ہماری توجہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رہنی چاہیئے اور ہمیں ہر طرف اللہ تعالیٰ کا چہرہ نظر آنا چاہیئے۔ اور وہ بھی اس طرح جس طرح محبوب کا چہرہ نظر آتا ہے۔ یہی کامل توجہ محبت ہے۔ اور یہی ثبوت محبّت۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق ارزانی فرمائے کہ ہم ایسا کر سکیں کہ یہی مقصدِ حیات بھی ہے۔

جانے کون کہاں رہ جائے
جانے کون کہاں تک جائے
اپنے سفر اور اپنے ٹکٹ کو
ہم بھی کچھ پہچان نہ پائے

ـــــ ابوالاقبال

نورِ مصطفیٰ!

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

یہ ارضِ بسیط یہ سمٰوات ۔۔۔ یہ رقصِ حیات یہ جمادات
یہ پھول یہ چاند یہ ستارے ۔۔۔ یہ رنگ یہ نور یہ نظارے
یہ آبِ رواں یہ آبنائے ۔۔۔ اشجار کے دلفریب سائے
یہ سرو چنار یہ صنوبر ۔۔۔ یہ جھومتے پیڑ پربتوں پر
یہ جھیل یہ کوہسار کا عکس ۔۔۔ پیمانۂ گل بہار کا عکس
یہ اوس کے نسترن پہ موتی ۔۔۔ سورج کی کرن گہر پروتی
یہ رقصِ طیور گلشنوں میں ۔۔۔ یہ حُسن کا اک جہاں بَنوں میں
پھیلے ہوئے نیلگوں سمندر ۔۔۔ کہسار کے برف پوش منظر
یہ سنگِ گراں یہ آبشاریں ۔۔۔ یہ لالہ و گل میں رہگزاریں
یہ شہر یہ بستیاں یہ بازار ۔۔۔ یہ بام یہ قمقمے یہ انوار
یہ حُسن و جمال آدمی کا ۔۔۔ فن پارہ یہ دستِ ایزدی کا
القصّہ یہ کائنات ساری ۔۔۔ یہ بزمگہِ حیات ساری
تخلیقِ جہاں کبھی نہ ہوتی ۔۔۔ آفاق میں زندگی نہ ہوتی
شہکار نہ یہ خدا کا ہوتا ۔۔۔ گر نورِ مصطفیٰؐ نہ ہوتا
اِس نور سے زندگی ہے ۔۔۔ ہر سمت ظہورِ زندگی ہے
فانوسِ جہاں میں روشنی ہے ۔۔۔ اِس نور سے جاں میں روشنی ہے
اس نور سے ابتدا ہوئی ہے ۔۔۔ اِس نور پہ انتہا ہوئی ہے

سعید احمد اعجاز

پاک ہونے کا عُمدہ طریق

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی۔ نہ خاندانی۔ نہ مالی...... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے۔

پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئی محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔"

(الحکم ۲۵۔ جنوری ۱۹۰۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان ——— نواست احمد خالد ایم ایس سی

حضرت مولوی فضل دین صاحب

حضرت مولوی فضل دین صاحب کا شمار ان بزرگوں میں ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی میں ہی احمدیت قبول کرنے کی سعادت بخشی تھی۔

مولوی صاحب محترم کا تعلق اس وقت کی ایک گمنام بستی مانگٹ اونچے تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ سے ہے۔ آپ خاندان کے پہلے فرد تھے جنہیں آپ کے والد محترم جناب سجاول صاحب نے D.5 سکول حافظ آباد میں داخل کرایا۔

مولوی صاحب کے دل میں جغرافیہ کی تعلیم حاصل کرنے کا بہت رجحان تھا۔ آپ چلتے پھرتے پنجاب کا جغرافیہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ ان کے والدین کی خواہش تھی کہ آپ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کریں۔ لیکن ملاں بن نہ بیٹھیں۔ اسی خواہش کی بناء پر آپ نے مولوی غلام رسول راجیکی صاحب کی صحبت اختیار کی۔ اور قرآن مجید کے ایسے عاشق ثابت ہوئے کہ خود حضرت امام جماعت الثانی اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ نے آپ کا ذکر فرمایا۔

مولوی صاحب نے ۱۹۶۴ء میں وفات پائی اس مضمون کے سلسلہ میں کچھ حصہ تو ان معلومات سے اخذ ہے جو میں نے اپنے نانا مکرم حاجی پیر محمد صاحب سے حاصل کیں۔ اور کچھ حصہ میں نے ایک کتابچہ بعنوان سوانح حیات مولوی فضل دین صاحب سے اخذ کیا ہے یہ کتابچہ مکرم علی محمد الہ دین صاحب ایم اے کا مرتب کردہ ہے۔

مولوی صاحب قرآن مجید کے بڑے عاشق تھے۔ آپ اکثر دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ۔ میں پڑھا لکھا تو نہیں ہوں لیکن تو اپنی تائید سے جس طرح بھی ہو مجھے اپنے مقدس کلام سے بہرہ ور فرما۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے نہ کسی مدرسہ سے پڑھا۔ نہ کوئی عربی کا امتحان پاس کیا صرف حضرت مولوی راجیکی صاحب کی صحبت سے فیض یاب ہو کر ہی آپ مربی بن گئے اور امام جماعت کی نظر میں محبوب بنے۔

ایک دن کا عجیب واقعہ ہے کہ جب انصار اللہ کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اس دن حضرت فضل عمر نے تمام انصار کو کھانے کی دعوت ایک الگ کمرہ میں دی جس میں سوائے انصار کے کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا سب سے پہلے خان فرزند علی صاحب نے اپنا تعارف کروایا۔ پھر سب نے تعارف کروانا شروع کیا۔ اس وقت مولوی صاحب نے اپنے دل میں قسم کھائی کہ میں کیا تعارف کراؤں گا میں نہ تو عالم ہوں اور نہ میری کوئی جاگیر ہے اور نہ ہی کوئی عہدہ ہے اس لئے میں اپنا تعارف نہیں کراؤں گا چاہے مجھے انصار اللہ کا رکن بنایا جائے یا نہ بنایا جائے الغرض انصار اللہ کا ہر رکن تعارف کرواتا چلا گیا یہاں تک کہ مولوی صاحب کے پاس جو دوست بیٹھے تھے حافظ ابراہیم صاحب ابھی اپنا تعارف کروا کر بیٹھے ہی تھے کہ حضرت فضل عمر خود کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ آدمی (مولوی صاحب) جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کو آپ کوئی معمولی آدمی نہ جانیں۔ یہ قرآن کریم کے عاشق ہیں اور اسی مقصد کے لئے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں مانگٹ اونچا میں کیر جماعت احمدیہ میں سے صرف یہ ایک خواندہ ہیں اور دعوت الی اللہ کا اس قدر جوش ہے کہ کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا کہ جس میں ان کی طرف سے ایک لمبی فہرست مبائعین کی نہ آتی ہو۔

(منقول از کتاب سوانح حیات مولوی فضل دین صاحب)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ۱۹۱۲ء میں خان صاحب فرزند علی خان نے مولوی صاحب کو ایک خط لکھا اور کہا کہ "ایک سوال کرتا ہوں اے میرے بھائی! میں امید کرتا ہوں کہ اس کا جواب ٹھیک دو گے اور بخل سے کام نہیں لو گے وہ سوال یہ ہے کہ جب میں ہر اتوار کو قادیان آتا ہوں اور حضرت فضل عمر سے ملتا ہوں تو میں دیکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی طرح ان کی زبان مبارک پر آپ کا نام آجاتا ہے۔ میں آپ سے یہ بات دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کون سا کام آپ نے ایسا کیا ہے کہ جس کے ذریعہ آپ نے ان کے دل میں جگہ بنائی ہے۔" مولوی صاحب نے جواب میں لکھا کہ خدا کی قسم! مجھے تو خود بھی علم نہیں کہ میں حضور کے دل میں ہوں۔ یہ لوگ نکتہ نواز اور نکتہ رس ہوتے ہیں میں نہیں جانتا کہ وہ کون سی بات ہے جس کے سبب سے وہ مجھے یاد فرماتے ہیں ہاں ایک بات ہے کہ مجھے دعوت الی اللہ کا شوق ہے جو میں کرتا رہتا ہوں اور قرآن کریم کا عشق ہے جو میں پڑھتا ہوں اس کے سوا میرے دل میں اور بات نہیں جس کا میں آپ کو جواب دے سکوں"

(منقول از سوانح حیات مولوی فضل دین صاحب)

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بہت بڑے قرآن مجید کے عاشق تھے اور آپ کے شاگرد مولوی فضل دین صاحب بھی۔ ان دونوں کے متعلق ایک دلچسپ واقعہ ہے۔

حضرت مولوی غلام رسول صاحب اکثر مولوی فضل دین صاحب سے کہا کرتے تھے "آپ بے دھڑک جس وقت چاہیں مجھ سے پڑھیں حتی کہ نزع کے وقت بھی اگر آپ قرآن مجید کے بارہ میں کوئی بات دریافت کریں تو امید ہے کہ اس وقت بھی بشرطیکہ میری زبان چل سکی میں آپ کو یقیناً آیت کا مطلب سمجھاؤں گا" چنانچہ ایک دفعہ مولوی فضل دین صاحب کے استاد لاہور میں درس دیا کرتے تھے مولوی صاحب بھی ان کے ساتھ تھے اسی اثناء میں مولوی صاحب کے استاد کو بخار چڑھ گیا۔ ان کی اس بخار کی حالت میں مولوی صاحب کے ساتھ کوئی بات چیت کرنے والا نہ تھا تو مولوی فضل دین صاحب نے اس وقت کو غنیمت سمجھا کہ آج استاد صاحب کی وصیت پر عمل کریں چنانچہ وہ قرآن شریف لے کر پڑھنے بیٹھ گئے۔ ان کے استاد صاحب نے منہ سے کپڑا اٹھا لیا۔ انہوں نے کسی آیت کا مطلب پوچھا تو حضرت مولوی راجیکی صاحب نے آیت کی تشریح کرنی شروع کر دی پھر جوش میں اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے مولوی فضل دین! خوب پڑھو۔ پڑھاتے پڑھاتے جب زیادہ جوش میں آگئے تو فرمانے لگے فی الواقع قرآن شریف شفاء للناس ہے۔ آپ مولوی فضل دین صاحب سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے بہت خوب کہ آپ نے اس وقت پڑھنا شروع کیا ہے آپ کو مطلب سمجھاتے سمجھاتے میرا بخار اتر گیا ہے۔

حضرت امام جماعت الثانی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے نے اپنی امامت کے ابتدائی ایام میں دیہاتی جماعتوں کی تربیت کے لئے ابتدائی مدارس قائم کئے اور ساتھ ہی یہ نصیحت بھی فرمائی کہ جو مدرس ہو وہی خطیب ہو اور وہی امام الصلوٰۃ بھی تاکہ جماعت کی اچھی طرح تربیت ہو سکے اس وجہ سے مولوی صاحب کو اپنے استاد محترم سے علیحدگی اختیار کرنا پڑی۔ حضور پرنور کے حکم سے آپ مانگٹ اونچا میں ہی مدرس کے فرائض سرانجام دینے لگے اس عرصہ کے دوران آپ نے چھ سکول قائم کئے

۱۔ مانگٹ اونچا ۲۔ مانگٹ ضلع لودھیانہ ۳۔ رہوعہ ضلع گجرات ۴۔ رتمل جو کہ حضرت حافظ روشن علی صاحب کا گاؤں تھا۔ ۵۔ ڈیرانوالہ ضلع سیالکوٹ ۶۔ بنگہ ضلع جالندھر۔

مدرس ہونے کے علاوہ مولوی صاحب نے کچھ عرصہ اپنی خدمات "المال" میں بھی سرانجام دیں لیکن زیادہ دیر نہ کام کر سکے اور ۱۹۲۸ء میں پھر شیخوپورہ میں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا۔ اس دوران ایک نہایت ایمان افروز اور دلچسپ واقعہ پیش آیا۔

ایک دن وہاں کے سینئر جج جن کا نام سعید الدین تھا اور جو خود لاہور کے رہنے والے تھے ان کو دفعہ ۳۰، کے فوجداری مقدمات کے سننے کا بھی حق تھا ایک دن مولوی صاحب کو بلا بھیجا۔ حسن اتفاق سے مولوی صاحب اکیلے ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ جج صاحب کے چپڑاسی نے پوچھا کہ احمدیوں کے مولوی صاحب کہاں ہیں مولوی صاحب نے جواباً کہا آپ کو ان سے کیا کام ہے؟ وہ کہنے لگا مجھے جج صاحب نے بھیجا ہے مولوی صاحب نے کہا وہ تو سید خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور پکے شیعہ ہیں۔ چپڑاسی نے کہا میں جو پوچھتا ہوں اس کا جواب دیں۔ مولوی صاحب نے کہا فرض کر لیں میں ہی احمدی مولوی ہوں اب بتاؤ کیا کام ہے۔ چپڑاسی نے کہا کہ پھر میرے ساتھ چلیں کیونکہ انہوں نے آپ کو بلا بھیجا ہے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ آپ صرف اتنا بتا دیں کہ جج صاحب کو کیا کام ہے اس نے کہا کہ وہ اپنے بچوں کو منشی فاضل تک پڑھانا چاہتے ہیں اس پر مولوی صاحب نے اس کو رخصت کر دیا اور خود اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اس کے بعد جج صاحب نے چوہدری رحیم بخش صاحب سیکرٹری مال کو جو کہ جماعت کے سرکردہ ممبر تھے کے ہاتھ مولوی صاحب کو بلا بھیجا جب مولوی صاحب کی جج سے گفتگو ہوئی تو عرض کیا کہ درس دینا اور چیز ہے اور منشی فاضل کی تیاری کروانا اور چیز لیکن جتنا مولوی صاحب نے انکار کیا اتنا جج صاحب نے اصرار کیا۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا جج صاحب! آپ سمجھتے ہیں کہ میں جھوٹا بول رہا ہوں اس پر جج صاحب نے کہا یہی چیز ہی مجھے اس بات پر مجبور کر رہی ہے کہ اپنے بچوں کو آپ ہی سے تعلیم دلواؤں مولوی صاحب نے کہا یہ نکتہ مجھے بھی سمجھا دیں اس پر جج صاحب نے فرمایا۔ بے شمار مولوی فاضل ہیں اور وہ چاہتے بھی ہیں کہ ہم جج صاحب کے بچوں کو تعلیم دیں لیکن میں انہیں فرض شناس نہیں سمجھتا آپ چونکہ اس کام کو اہم کام سمجھ رہے ہیں اس لئے آپ ہمت بھی خوب دکھائیں گے اس لئے میں آپ کو کیوں چھوڑوں۔ اب میں امید کرتا ہوں کہ آپ انکار نہیں کریں گے اور میرے بچوں کو ضرور پڑھائیں گے اس پر مولوی صاحب خاموش ہو کر ان کی بات مان گئے۔ چنانچہ دوسرے دن جج

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرد و عورت کے حقوق و فرائض

ہمارا معاشرہ ایک مذہبی اور دینی معاشرہ ہے۔ اور امن و سلامتی سے رہ کر جھگڑے اور فساد کے برے نتائج سے محفوظ رہ کر اپنے اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے دنیا و آخرت میں سرخروئی و سربلندی حاصل کرنے کا نام "دینِ حق" ہے۔ دینِ حق ایک نظریہ حیات کا نام ہے۔ جسے انسان ارادی اور شعوری طور پر اختیار کرتا ہے۔ جسوقت پہلا انسان اس دنیا میں بسنے کے لئے بھیجا جا رہا تھا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کر دیا تھا

ترجمہ:۔ "پس اگر میری جناب سے تمہارے پاس ہدایت پہنچے تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لئے کوئی اندیشے کی بات نہ ہوگی۔ اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ اور جو لوگ انکار کے راستے پر چلیں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہ دوزخ والے ہوں گے" (البقرہ)

اللہ کی ہدایت یا احکام شریعت ہر دور اور ہر زمانہ میں انسان تک پہنچتے رہے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ترجمہ:۔ "کوئی اُمت ایسی نہیں جسمیں کوئی خبردار کرنے والا نہ گذرا ہو (فاطر)

حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک دنیا کے مختلف ملکوں اور قوموں میں جسقدر بھی انبیاء آئے سب کا دین دینِ حق ہی تھا اور انکے ذریعے جو احکام انسان تک پہنچتے رہے ہے۔ وہ سب دینِ حق کے ہی مجموعہ احکام تھے۔ قرآن کریم اس کی گواہی یوں دیتا ہے۔

ترجمہ:۔ "(حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا۔) مجھے حکم ملا ہے کہ میں ایک "مطیع و فرمانبردار" کی حیثیت سے رہوں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وصیت کی۔

ترجمہ:۔ "اے میرے بیٹو اللہ نے تمہارے لئے دینِ حق مقرر کر دیا ہے۔ لہذا تم مرتے دم تک مطیع و فرمانبردار ہی رہنا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:۔

ترجمہ:۔ "اے قوم اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اس پر توکل اور بھروسہ کرو اگر تم مطیع و فرمانبردار ہو" (یونس)

لیکن بعد میں انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو ان کے ماننے والوں نے اپنی ذاتی اغراض و مقاصد کے لالچ میں تبدیل کر دیا اور دینِ حق کی تعلیمات سے رفتہ رفتہ دور ہوتے چلے گئے۔ اسلئے اس دین کو جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے قرآن کریم میں "دینِ حق" کے نام سے ممتاز کیا گیا۔ فرمایا

ترجمہ:۔ "آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے۔ اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے دینِ حق کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے"

دنیا کے ہر مذہب کی گو تعلیم مختلف ہے مگر ایک بات تسلیم شدہ ہے کہ ہر مذہب کی بنیاد اخلاقِ حسنہ پر رکھی گئی ہے۔ کوئی مذہب اخلاقی اقدار سے ہٹ کر مکمل نہیں ہوا۔ کسی مذہب کا تصور نہیں پایا جاتا جب تک وہ اخلاقیات کا درس نہ دے۔

جتنے اللہ والے آئے اسی تعلیم کے ساتھ آئے کہ خدا کے نزدیک اچھائی کیا ہے برائی کیا ہے، ہمیں کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہیں کرنا چاہیئے۔ نیز عاقبت سنوارنے کا صرف ایک راستہ ہے۔ کہ بدی سے کنارہ کش ہو کر نیکی کو اپنایا جائے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس سلسلے کی آخری کڑی ہے۔ اخلاقیات حضورؐ پر مکمل کر دی گئیں۔ جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ترجمہ:۔ "میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔" (حدیث)

دینِ حق میں عبادت کو منفرد مقام حاصل ہے۔ لیکن اخلاق کی اہمیت بھی کسی عنوان سے کم نہیں ہے۔ بلکہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ کسی کو کسی کے پیچھے نہیں ڈالا جا سکتا۔ ارشادِ ربانی ہے کہ

ترجمہ:۔ اے ایمان والو رکوع کرو، سجدہ کرو، اپنے رب کی عبادت کرو تا کہ تم فلاح پاؤ (الحج)

اسکے معنے یہ ہوئے کہ ایمان کی روح کے بعد عبادات اور اخلاق دینِ حق کے جسم کے دو بازو ہیں۔ ایک خالق کا حق اور دوسرے مخلوق کا۔ اور انہی کے مجموعے کا نام دینِ فطرت ہے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ دینِ حق کی تعلیم نے اخلاق کی اہمیت کو عبادت سے بھی بڑھا دیا ہے۔ اسے زیادہ افضل و اعلیٰ درجہ عطا کر دیا ہے۔

اخلاق حقوق العباد سے منسلک ہیں۔ اور عبادات کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ گو بادی النظر میں یہی محسوس ہوتا ہے کہ اللہ سے بڑھ کر کس کا حق ادا کرنا چاہیئے۔ روزِ محشر اسی ذات برتر سے واسطہ پڑے گا۔ اور بخشش ہوگی تو اس کے لطف و کرم سے ہوگی۔ ورنہ دنیا کی کوئی ہستی اس معاملے میں کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ بلکہ ساری دنیا کی کل دولتیں، کل طاقتیں مل کر بھی انسان کے کام نہیں آسکتیں لیکن اہلِ شعور کے لئے اسمیں بڑا باریک نکتہ ہے خدا تعالیٰ عظیم تر ہے اور اسکے ساتھ ساتھ رحیم تر بھی ہے۔ اپنے بندوں کو بہت جلد معاف کر دیا کرتا ہے۔ بخشش طلب کرنے پر ہی بخش دیا کرتا ہے۔ لیکن ایک انسان جب دوسرے انسان کی تکلیف کا باعث بنتا ہے تو خدا ان دونوں کے مابین دخل اندازی نہیں کیا کرتا۔ یہ بندے پر منحصر ہے کہ وہ دوسرے بندے کو معاف کرتا ہے یا نہیں۔ جب تک مظلوم ظالم کو معاف نہیں کرے گا۔ خدا بھی معاف نہیں کرے گا۔ اس معافی کا تعلق براہِ راست خدا تعالیٰ سے نہیں ہے۔ انسانی کا معاملہ انسان خود ہی نبٹاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں فرمایا کہ

ترجمہ:۔ جس بھائی نے دوسرے بھائی پر کوئی ظلم کیا ہو تو اسے (ظالم بھائی) کو چاہیئے کہ وہ اسی دنیا میں اس (مظلوم بھائی) سے معافی مانگ لے۔ اپنا گناہ معاف کرالے ورنہ وہاں تاوان ادا کرنے کیلئے کسی کے پاس کوئی درہم یا دینار نہ ہوگا۔ صرف اعمال ہوں گے۔ ظالم کی نیکیاں مظلوم کو مل جائیں گی۔ اور نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی بدیاں ظالم کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جائینگی (صحیح بخاری)

معاملاتِ انسانی میں ظلم و تعدی کو روکنے کی اہمیت اس حد تک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حج کی فرضیت اس وقت تک بندے پر عائد نہیں فرمائی جب تک وہ اپنے اہل و عیال کے نفقہ کا پورا سامان نہ کرے۔ اور زکوٰۃ بندے کے اس مال میں فرض کی ہے جو اسکے اور اسکے اہل و عیال کے مصارف سے زیادہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا حق اس وقت تک بندے پر واجب نہیں کیا جب تک وہ بندوں کے حقوق سے عہدہ برآ نہ ہوئے۔

دینِ حق کی عمارت، ایمان کے بعد نماز، روزہ، وغیرہ پر قائم ہے۔ دوسرے اہم مقاصد کے ساتھ ساتھ ان تمام عبادات کا ایک مقصد انسان کے اخلاق حسنہ کی تربیت اور تکمیل ہے۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ یہ بات واضح کر دی گئی ہے۔ مثلاً نماز کے بارے میں ہے کہ وہ بُری باتوں سے باز رکھتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نماز عاجزی، فروتنی، زاری، دردمندی اور شرمندگی کا نام ہے۔"

پھر فرمایا "جس کی نماز اسکو برائی اور بدی سے نہ روکے تو ایسی نماز اس کو خدا سے دور کر دیتی ہے۔

(بحوالہ احیاء العلوم)

دوسری جگہ فرمایا جسکو اسکی نماز برائی اور بدی سے باز نہ رکھے اسکی نماز ہی نہیں" (تفسیر ابن کثیر سورہ عنکبوت)

اس قسم کے الفاظ روزوں کیمتعلق آپ نے فرمائے کہ "روزہ رکھ کر بھی جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہ چھوڑے تو خدا کو اسکی ضرورت نہیں کہ انسان اپنا کھانا پینا چھوڑ دے" (صحیح بخاری)

اس سے معلوم ہوا روزہ تقویٰ کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی طرح سے زکوٰۃ انسانی ہمدردی اور غمخواری کا سبق دیتی ہے۔ اور حج بھی مختلف طریقوں سے ہماری اصلاح و ترقی کا ذریعہ ہے۔ اور اپنی اور دوسروں کی امداد کا وسیلہ ہے۔

الغرض ان عبادات سے روحانی اور اخلاقی ثمرہ ظاہر نہ ہو تو وہ ایسے درختوں کی مانند سمجھے جائیں گے۔ جن میں پھل نہیں ہوتے۔ یا ایسے پھول جو خوشبو سے عاری ہوں۔ یا ایسے قالب جن میں روح مفقود ہو۔

یہ پھل، یہ خوشبو، یہ روح ایمان میں صرف اور صرف اخلاق حسنہ ہی ہیں۔ بلکہ ایمان کی پہچان یہی ہیں۔ سورۃ المومنون میں عبادت کے ساتھ ساتھ اخلاق کو بھی اہلِ ایمان کی ان ضروری صفات گنا گیا ہے۔ جس پر ان کی کامیابی کا مدار ہے۔ فرمایا:۔

ترجمہ:۔ "بلاشبہ وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرتے ہیں۔ اور جو لغو بات پر دھیان نہیں کرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔ اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں"

چنانچہ اسمیں شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ اخلاق حسنہ ہی ہمیں تقویٰ کی منزل تک پہنچاتے ہیں۔ جب تک یہ ساری سیڑھیاں نہ چڑھی جائیں۔ ہم اپنی منزل حاصل کرنے میں محروم ہی رہتے ہیں۔ تقویٰ کیا ہے؟ دینِ حق کی اصطلاح میں انسان کی اس قلبی کیفیت کا نام ہے جو ہر قسم کی نیکیوں کی محرک ہے۔ جو اس کے دل میں خوفِ الٰہی پیدا کرتی ہے۔ اور اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کے اعلیٰ ترین مقام پر لا کر کھڑا کرتی ہے۔ تقویٰ کا کمال درجہ وہ ہے جسمیں انسان نہ صرف نیکیاں سر انجام دیتا ہے کسی قسم کی برائی کے قریب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی نہیں پھٹکتا۔ بعض اوقات اخلاقِ حسنہ کو نماز اور روزہ کی قائم مقامی بھی میسر آجاتی ہے۔ ارشاد ہوا

ترجمہ:۔ انسان حسن اخلاق سے وہ درجہ پاسکتا ہے۔ جو دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

حسن خلق خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ذریعہ بھی ہے۔ فرمایا:۔

تم میں میرا سب سے پیارا اور قیامت میں نشست میں مجھ سے سب سے نزدیک وہ ہیں جو تم میں خوش خلق ہیں۔ اور مجھے ناپسند اور قیامت میں مجھ سے دور وہ ہونگے جو تم میں بد اخلاق ہیں"۔

دین حق نے اخلاق حسنہ کا اس سے بھی بلند تخیل پیش کیا ہے کہ اخلاق حسنہ دراصل صفات الہٰی کا سایہ اور ظل ہیں۔ اور اسی کی صفات کاملہ کے ادنیٰ ترین مظاہر ہیں سوائے ان صفات ربانی کے جو صرف اسی ذات پاک کے لئے مخصوص ہیں۔

اخلاقی تعلیمات کو دین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ حقوق و فرائض فضائل و رذائل، اور آداب۔ جب ہم حقوق و فرائض کی بات کرتے ہیں۔ تو اس بات کا خمیر کہاں سے اٹھتا ہے۔ اور کس صورت میں منظرِ عام پر آتا ہے۔ دین حق کے نقطہ نظر سے حقوق و فرائض اخلاق حسنہ کا جزو ہیں۔ اور مذہب کا اہم ترین ستون ہیں۔ اس کے بغیر اس عمارت کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

انسان کا تعلق کائنات کی ایک ایک شے سے ہے۔ اسی مطابقت سے اسکے حقوق و فرائض بھی ہیں۔ انسان کے علاوہ ہر ذی روح اور بے جان شے کے انسان پر دو حق ہیں ایک یہ کہ جس غرض و غائت کے لئے وہ پیدا کی گئی ہیں ان سے وہی کام لیا جائے۔ دوسرے یہ کہ انکی قدرتی نشوونما پرورش اور ترقی میں رکاوٹ نہ پیدا کریں۔ بلکہ اس کے مناسب اسباب فراہم کریں۔ خدا تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے ترجمہ "زمین میں جو کچھ ہے وہ خدا نے تمہارے یعنی انسانوں کے لئے پیدا کیا ہے"۔

حقوق کی ادائیگی میں دین حق نے ایک خاص ترتیب ملحوظ رکھی ہے اور ہر ایک کا درجہ اور مرتبہ الگ الگ مقرر کر دیا ہے۔ مرد و عورت کے حقوق کا عنوان اسکی ایک کڑی ہے۔ دین حق کے نزدیک مرد و عورت کے رشتہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ یوں بھی دیکھا جائے تو تخلیق کا عمل اس کائنات کا خوب صورت ترین عمل ہے۔ کائنات کی ساری جاذبیت ساری رونقیں اسی کی مرہون منت ہیں۔ اسکے پیش نظر میاں بیوی کا رشتہ حد درجہ پاکیزہ اور خوبصورت ہے۔

دین حق سے پہلے عورت و مرد کے اس رشتے کو اخلاق و روح کی ترقی کی راہ میں حائل سمجھا جاتا تھا۔ دین حق نے اسکی اہمیت کو کچھ اسطرح اجاگر کیا کہ اخلاق و روح کی تکمیل اسکے بنا ممکن ہی نہیں۔ اخلاق نام حسن معاملہ اور حسن سلوک کا ہے جب تک آگ میں نہیں کودو گے شعلوں کی گرمی کا احساس کیوں کر ہوگا۔ اور اس کے بچاؤ کی تدابیر کیا ہوگی۔ رشتوں کی کڑی میں بندھ کر ہی انکے صحیح احساسات اور ان کے گرم نرم بھاؤ کا پتہ چلتا ہے۔ جذبے ہی انسان کو رشتوں کی پہچان کرواتے ہیں۔ اور رشتے ناطے ہی جذبوں سے آشنا کرتے ہیں۔ ان دونوں حقیقتوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ میاں بیوی کا رشتہ دوسرے سب رشتوں پر یوں سبقت لے گیا ہے کہ اپنی لطافتوں کے ساتھ ساتھ یہ رشتہ حد درجہ اہم اور نازک بھی ہے۔ معاشرے کی ساری ساکھ اسی پر منحصر ہے۔ اچھی یا بری نسل کا دارومدار اسی پر ہے۔ گھر کے در و دیوار کے اندر راحت و سکون پایا جائے گا تو یہ عطیہ ملک و معاشرے کی رگوں میں ودیعت ہوگا۔ اور اپنی تمام تر مضبوطی کے باوجود اس رشتے کی ڈور الجھ جائے تو اسکے ٹوٹنے کا بھی سب سے زیادہ احتمال ہوتا ہے۔ گو مرد و عورت نفس واحدہ ہیں۔ ایک دوسرے سے جدا ہو کر ان کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ سیدنا حضرت فضل عمر فرماتے ہیں

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرد اور عورت نفس واحدہ ہیں۔ جس طرح من و سلویٰ طعام واحدہ ہے۔ اسی طرح مرد اور عورت نفس واحدہ ہیں۔

....

اور اسکی جنس میں سے ہی جوڑا بنایا۔ مرد کی جنس عورت ہے اور عورت کی جنس مرد۔ منہا سے مراد من نفسہا ہے۔ عورت کا زوج مرد اور مرد کا زوج عورت ہے۔ مرد عورت کی قسم ہے اور عورت مرد کی قسم سے ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ جوتی کا جوڑا ایک پاؤں ہو تو کہتے ہیں اس کا دوسرا جوڑا کہاں ہے۔ .... پھر ہر مرد اور عورت کی آگے نسل چلائی ....

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جسکے ذریعے تم سوال کرتے ہو اور تقویٰ اختیار کرو اس خدا کا جس نے تمہارے اندر محبت پیدا کی اور اولاد کا سلسلہ جاری کیا"۔ پھر حضور فرماتے ہیں۔

" اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کاموں کے لحاظ سے مردوں اور عورتوں میں فرق ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے عقائد میں کوئی فرق نہیں رکھا"۔

آگے چل کر فرماتے ہیں۔

" ہمیں عمل میں بھی کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ مثلاً عمل میں نماز کا حکم ہے۔ نماز کا حکم جیسے مردوں کے لئے ہے۔ ویسا ہی عورتوں کو ہے۔ وہی رکعتیں مردوں کے لئے ہیں اور وہی عورتوں کے لئے۔ . .

....

روزہ کا حکم ہے۔ اس میں بھی کوئی فرق نہیں. ....

صدقہ و خیرات کے حکم میں بھی سب برابر ہیں۔

پس عقائد ایک سے ہیں اور اعمال ایک سے ہیں پھر اگر کوئی کہے کہ عورتیں الگ جنس ہیں تو ہم کیسے مان سکتے ہیں"۔

ایک اور جگہ سیدنا حضرت فضل عمر فرماتے ہیں۔

" صرف ایک کام ہے جسمیں مرد اور عورت کا فرق ہے۔ اور وہ جہاد ہے مگر اس میں بھی عورت کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ پانی پلاسکتی ہے۔ مرہم پٹی کرسکتی ہے اور زخمیوں کی خدمت کرسکتی ہے۔ پھر جہاد کے علاوہ ایک اور بات بھی ہے۔ جس میں امتیاز پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مرد نبی ہوسکتا ہے لیکن عورت نبی نہیں ہوسکتی۔ البتہ صدیق کا درجہ جو نبوت سے اتر کر دوسرا درجہ ہے عورت کو مل سکتا ہے۔ جیسے مریم صدیقہ عائشہ صدیقہ۔ اسی طرح شہادت کا درجہ بھی عورت کو مل سکتا ہے۔ کوئی عورت اگر زچگی کی تکلیف سے مرجائے تو شہید ہوگی۔ کیونکہ وہ نسل انسانی چلانے کا کام کر رہی تھی۔ اسی طرح عورت صالح بھی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ اے ہمارے ربّ تو ان سارے ایمان لانے والے مردوں اور عورتوں کو جنت میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ اگر بڑا مقام پانے والی کوئی عورت ہے تو اسکے خاوند کو بھی وہاں رکھ۔ اور اگر بڑا مقام پانے والا کوئی مرد ہے تو اس کی بیوی کو بھی وہاں رکھ..........

غرض اعمال اور افعال کے لحاظ سے بھی مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی فرق بھی نہیں تو پھر حقوق کی پامالی کیسے اور کیوں ہوتی ہے جھول کہاں پایا جاتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں مرد و عورت کا یہ خوبصورت رشتہ کسطرح اپنی تمام تر لطافتوں کے ساتھ قائم و دائم رہ سکتا ہے۔

سو یاد رہے کہ نکاح کی غرض و غایت باہمی اخلاق و پیار مہر و محبت اور سکون و چین ہے۔ اگر کسی نکاح سے قدرت کے یہ اغراض پورے نہ ہوں تو اس میں دونوں یا دونوں میں سے ایک کا قصور ہے۔

میاں بیوی کی باہمی موافقت اور میل جول کو دین حق نے اہمیت دی ہے کہ اُن لوگوں کی سخت برائی کی ہے جو انکے باہمی میل جول اور محبت میں فرق ڈالتے ہیں۔ فرمایا (ترجمہ)

" تو وہ (یہود) ان سے وہ سیکھتے ہیں جس سے شوہر اور اسکی بیوی میں تفرقہ ڈالتے ہیں...... اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں"۔ (البقرۃ)

یہ باہمی میل جول کس طرح قائم رہ سکتا ہے؟ یہ صرف ایک ہی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ دونوں اپنے اپنے حقوق کی حفاظت کریں۔ اور ان کی احسن و خوبی سے ادائیگی کریں کوئی ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔ گو دونوں کے حقوق برابر ہیں لیکن مرد کا رتبہ قدرے بلند رکھا ہے۔ جسکا سبب یہ ہے کہ وہ عورت کی دیکھ بھال اور خبر گیری کرتا ہے۔ اور اسکے جائز مصارف کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ اسمیں عورت کی نسبت جسمانی قوتیں اور صلاحیتیں زیادہ ہوتی ہیں تاکہ زمانے کی مشکلات کا مقابلہ کرسکے اور عورت کی حفاظت کرسکے۔ عورت پر واجب ہے کہ اسکی فرمانبرداری کرے۔ اور ہر اعتبار سے اسکی دلجوئی کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ:۔

" مرد عورتوں پر نگران ہیں اس لئے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر بزرگی دی ہے اور اسلئے کہ مرد اپنا مال ان پر خرچ کرتے ہیں تو نیک بیویاں فرمانبردار ہوتی ہیں۔ اور پوشیدہ امور کی نگہبانی کرتی ہیں۔ کہ خدا نے ان کی حفاظت کی ہے"۔ (النساء)

آیت کے آخری حصے سے مراد ہے کہ نیک بیویاں شوہر کی غیر حاضری میں اپنی اور شوہر کی عزت و آبرو اور مال کا خیال رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فطرتاً ہی ایسا بنایا ہے۔ شعوری طور پر انہیں اسکے لئے سعی نہیں کرنا پڑتی۔ اگر کوئی عورت اسکے برخلاف عمل کرتی ہے تو وہ فطرت کے خلاف مظاہرہ کرتی ہے۔ اور اس کی یہ حرکت قابل گرفت ہے۔ اسی طرح سے اگر مرد اپنی بڑائی کے زعم میں رہتا ہے تو اس سے باز پرس جائز ہے۔

مرد و عورت ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہیں۔ ایک دوسرے کے پردہ پوش ہیں۔ ایک دوسرے کی زینت اور ایک دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (ترجمہ)

"عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو" (البقرہ)

یہی نکاح کے اغراض ہیں اور انہی اغراض کو پورا کرنا حقوق زوجین کو ادا کرنا ہے۔ دونوں میں صلح اور یک جہتی کا رجحان ہونا چاہیئے۔ اگر تعلقات کے نازک آبگینے کو ٹھیس لگنے کا امکان ہو تو دونوں کو مصالحت کے لئے یکساں کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ نہیں کہ یہ کوشش صرف عورت پر واجب ہے۔ مرد برابر کا شریک ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ)

"یہ کہ میاں بیوی دونوں اللہ کی حدوں کو قائم رکھیں گے"۔

یہاں حدود سے مراد اصلاح ہے۔ جو دونوں پر فرض ہے۔ میاں بیوی کے باہمی حقوق کی تشریح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے مشہور خطبہ میں یوں بیان فرمائی۔

"لوگو! عورتوں کے حق میں میری نیکی کی وصیت کو مانو تو یہ تمہارے ہاتھوں میں قید ہیں۔ تم سوائے اسکے کسی اور بات کا حق نہیں رکھتے۔ لیکن یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا کام کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں خواب گاہ میں علیحدہ کر دو۔ اور ان کو ہلکی مار مارو۔ تو اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر ان پر الزام لگانے کے پہلو نہ ڈھونڈو۔ بے شک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے"۔

ایک اور موقعہ پر ایک شخص نے حاضر ہو کر دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! بیوی کا حق شوہر پر کیا ہے؟

حضور نے فرمایا "جب خود کھائے تو اسکو کھلائے۔ جب خود پہنے تو اس کو بھی پہنائے۔ نہ اسکے منہ پر تھپڑ مارے نہ اسکو برا بھلا کہے۔ اور نہ گھر سے علاوہ اسکی سزا کے لئے اسکو علیحدہ کرے"۔

دوسری طرف حضور نے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے شوہروں کی پوری اطاعت کریں۔ یہاں تک فرمایا کہ "اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا میں کسی کو حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے"۔

اسی طرح ایک اور حدیث ہے کہ "تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لئے سب سے بہتر ہے"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ (ترجمہ)

"اور بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اگر تم کو وہ نہ بھائیں تو ممکن ہے کہ تم کو ایک چیز پسند نہ آئے اور خدا نے اس میں بہت خوبی رکھی ہو"۔ (النساء)

(پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے (ترجمہ)۔

"تم میں سے ہر ایک اپنی رعایا کا نگہبان ہے۔ تم میں سے ہر ایک سے اسکی پوچھ ہوگی۔ اسکی نسبت باز پرس ہوگی۔ مرد اپنی بیوی بچوں کا رکھوالا ہے۔ اس سے اسکی پوچھ ہوگی۔ اور بیوی اپنے گھر کی نگران ہے۔ اس سے اسکی پوچھ ہوگی"۔

(صحیح بخاری)

آپ کے ان دو معجزانہ فقروں میں تفصیل کا ایک دفتر سمایا ہوا ہے۔ جیسے کوزے میں دریا کو بند کر دیا گیا ہو۔ اہلِ شعور اس سے یقیناً استفادہ کر سکتے ہیں۔ اور نہ صرف اس عارضی گھر کو جنت کا نمونہ بنا سکتے ہیں۔ بلکہ اپنی آخرت کو سنوار کر قرب الٰہی حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جو انسان کی پیدائش کی اصل غرض و غایت ہے۔ (ماخوذ از مصباح)

بلا تبصرہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے

(بنکاک پوسٹ ۲۸ اپریل ۱۹۹۱ء)

برٹش میڈیکل جرنل میں شائع شدہ ایک مضمون میں عیسائیت کے بنیادی عقائد میں سے اس عقیدے کو چیلنج کیا گیا ہے جس کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر وفات پا گئے تھے اور اس کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے تھے۔

رائل کالج آف فزیشنز کے جرنل میں شائع شدہ اس مضمون میں کہا گیا ہے کہ وہ لوگ جو بائبل میں بیان کردہ واقع پر یقین نہیں رکھتے ان کو اس امکان پر غور کرنا چاہیئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیبی موت سے بچنے کے لئے پہلے سے سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت صرف موت کا بہانہ کیا تھا۔

اس مضمون میں کہا گیا ہے کہ شائد وہ SYNCOPE کا شکار ہو گئے ہوں یعنی اس صورت حال میں جب کہ دماغ کو خون کی فراہمی کا عارضی طور پر کمی واقع ہو جانے کی وجہ سے انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اور یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ وہ دوبارہ ہوش میں آ گئے ہوں نہ کہ دوبارہ جی اُٹھے ہوں۔

وہ لوگ جو بائبل میں بیان کردہ صلیب کے واقعہ کے احوال پر یقین نہیں رکھتے ان کو اس پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا ایسا تو نہیں کہ یہ تمام کارروائی ہی حضرت عیسیٰ اور ان کے متبعین کی پہلے سے تیار کردہ ہو جو کہ شائد GETHSEMANE کے باغ میں (جہاں بائبل کے مطابق یہوداہ نے حضرت عیسیٰ سے غداری کی) تیار کی گئی ہو۔ جس کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے اوپر موت کی سی حالت طاری کر لیں تاکہ ان کو وقت سے پہلے صلیب سے اتارا جا سکے۔ یہ رپورٹ ڈاکٹر ٹریور لائیڈ ڈیویز جو کہ ایک ریٹائرڈ فزیشن اور برٹش ڈیپارٹمنٹ آف ایمپلائمنٹ کے چیف میڈیکل ایڈوائزر تھے اور ان کی بیوی مارگریٹ جو کہ ماہر علم دین ہیں نے تیار کی ہے۔

لندن میں واقع رائل کالج آف فزیشنز جو ۱۵۱۸ء میں قائم کیا گیا تھا دنیا کا ایک بہت مشہور ادارہ ہے۔ یہ ادارہ پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل ٹریننگ کا انتظام کرتا ہے اور اکثر ایسی رپورٹ شائع کرتا رہتا ہے جن کو دنیا کے باقی اسی قسم کے میڈیکل ادارے قابل غور سمجھتے ہیں۔

عیسائی لیڈروں کی طرف سے اس مضمون پر فوری طور پر کوئی ردعمل سامنے نہیں آیا۔

ڈیویز کا مضمون یہ ظاہر کرتا ہے کہ صلیب پر چڑھائے جانے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو کوڑے لگائے گئے تھے ان کی وجہ سے وہ جلد ہی صلیب پر نڈھال ہو گئے اور چونکہ وہ مردہ معلوم ہو رہے تھے اس لئے ان کو معمول سے بہت پہلے ہی صلیب سے اتار لیا گیا۔ بائبل میں سینٹ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے کہ "یہ تقریباً چھٹا گھنٹہ تھا اور تمام دنیا پر نویں گھنٹے تک اندھیرا چھایا رہا۔ اور سورج تاریک ہو گیا۔ اور مندر کا پردہ درمیان سے پھٹ گیا۔ اور جب حضرت عیسیٰ نے اونچی آواز میں پکار کر کہا اے میرے باپ میں تیرے ہاتھوں میں ہی اپنی روح کو سونپتا ہوں اور یہ کہہ چکنے کے بعد ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی"۔

ڈیویز کے مضمون میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ کے صلیب دیئے جانے کے وقت ان کے پاس موجود تھے۔ ان کو واقعی کوئی شبہ نہیں تھا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں لیکن صلیب پر موت واقع ہونے کے لئے عموماً تین چار روز درکار ہوتے تھے۔ ان کی خاکستری جلد اور حرکت نہ کر سکنے کی حالت سے ان کی موت کا شبہ کیا گیا۔ حالانکہ ان کی آخری پکار شائد SYNCOPE سے پہلے نکلنے والی اونچی سانسوں کی آواز ہو۔ اس حالت میں دماغ کو ملنے والی آکسیجن کی سپلائی اگرچہ انتہائی کم ہو گئی تھی لیکن پھر بھی تشویشناک لیول سے بہر حال زیادہ تھی۔ اور جب ان کو صلیب سے اتار لیا گیا اور زمین پر لٹا دیا گیا تو ان کی خون کی گردش بحال ہو گئی۔ ایسے وقت میں جب عیسیٰ علیہ السلام میں زندگی کی رمق محسوس کی گئی تو پھر ان کو قبر میں نہیں رکھا گیا بلکہ کسی اور جگہ لے جا کر ان کی دیکھ بھال کی گئی۔

مضمون میں مزید کہا گیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کو چاہے وہ حقیقی ہو یا فرضی، دوبارہ ہوش میں آنے یا دوبارہ جی اُٹھنے کے لئے بطور حتمی ثبوت کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ان کے متبعین اس وقت یقیناً بہت زیادہ نفسیاتی دباؤ کے ماتحت تھے اور وہ شائد ایسی ذہنی ہچکچاہٹ میں مبتلا تھے جس میں ان کے دماغوں کی حالت ایسی تھی جس میں ذہن کا از خود جذبات سے مغلوب ہو کر بعض باتیں گھڑ لینا بعید از قیاس نہیں۔

اعلان دارالقضاء

(محمودہ بیگم صاحبہ بابت ترکہ نواب دین صاحب)

محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم نواب دین صاحب سکنہ دارالرحمت شرقی (ب) ربوہ نے درخواست دی ہے کہ اُن کے شوہر بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کی امانت ذاتی تحریک جدید میں ۵۰۰۰/- روپے جمع ہیں۔ یہ رقم مجھے دیئے جانے کا فیصلہ فرمایا جائے۔ دیگر ورثاء کو اس ادائیگی پر کوئی اعتراض نہیں۔ لہذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔ (ناظم دارالقضاء۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ربوہ

مسل ۲۸۰۱۸ میں ثمینہ احمد صاحبہ زوجہ مبارک احمد صاحب چیمہ قوم راجپوت پیشہ تدریس عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۸۸ شمالی حال سٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹/۱۰/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیورات وزنی دس تولہ مالیتی ۳۰,۰۰۰/- روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند محترم چالیس ہزار (۴۰,۰۰۰/-) روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت تدریس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ثمینہ احمد چیمہ A-697 سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا گواہ شد نمبر۱ چوہدری مبارک احمد چیمہ وصیت نمبر ۲۱۳۴۸ خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ چوہدری محمد دین انور صدر حلقہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔

مسل ۲۸۰۱۹ میں مظفر احمد مبشر ولد چوہدری نذیر احمد قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن A-185 مراد آباد کالونی سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۳/۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۴۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ مظفر احمد مبشر A-185 مراد آباد کالونی سرگودھا۔ گواہ شد نمبر۱ محمد اشرف وصیت نمبر ۱۷۲۶۲ گواہ شد نمبر۲ محمد صدیق وصیت نمبر ۱۶۷۹۸

مسل ۲۸۰۲۰ میں عابدہ کلثوم طیبہ زوجہ مظفر احمد مبشر قوم ہرل پیشہ خانہ داری عمر ۲۱ سال بیعت ۱۹۸۴ء ساکن 185/A مراد آباد کالونی سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲/۳/۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی وزنی ۱۴ تولہ مالیتی ۴۲۰۰۰/- روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند محترم ۱۵۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ عابدہ کلثوم طیبہ 185/A مراد آباد کالونی سرگودھا گواہ شد نمبر۱۔ محمد اشرف وصیت نمبر ۱۷۲۶۲۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد صدیق وصیت نمبر ۱۶۷۹۸۔

مسل ۲۸۰۲۱ میں آنسہ بیگم زوجہ ملک نصر اللہ خان قوم ککے زئی پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نزد ڈاکٹر مختار احمد صاحب ڈھولن آباد ضلع میرپور خاص بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸/۱/۹۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان نمبر CS214/15 واقع ڈھولن آباد میرپور خاص مالیتی پانچ لاکھ روپے (۲) زیورات طلائی وزنی ۱۰۳ گرام مالیتی ۳۰۵۰۰/- (۳) حق مہر بذمہ خاوند ۵۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۲۵۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ آنسہ بیگم زوجہ ملک نصر اللہ خان نزد ڈاکٹر مختار احمد صاحب ڈھولن آباد میرپور خاص۔ گواہ شد نمبر۱ نصر اللہ خان۔ خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ سیف علی شاہد وصیت نمبر ۱۹۸۸۱

مسل ۲۸۰۲۲ میں اویس بن سعد ولد سعد بن ظریف قوم سید پیشہ طالب علم عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 397/A یونٹ ۷ لطیف آباد حیدرآباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱/۱۲/۹۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ اویس بن

باقی صـ۸ پر

بقیہ: صـ۱ سے آگے

(بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا جو فیض ہے، اس کا خلاصہ کبھی بھی ہماری نظروں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ کے تمام فیوض کا ملخص، آپ کے سارے فیض کا منبع اور روح اور اس کا خلاصہ یہی ہے کہ آپ نے خود بھی دعاؤں کے گُر سیکھے اور دعاؤں پر انحصار کیا اور جماعت احمدیہ کو دعاؤں کے ذریعے ایک زندہ خدا کے ساتھ ایک ابدی زندہ تعلق رکھنے کا سلیقہ سکھا دیا۔ پس یہ اگلی نسل کا ہم پہ حق ہے جس طرح ہم نے پچھلی نسلوں کا پھل کھایا اور اُن سے تربیت حاصل کی اور ان سے اس فیض کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا ایک حیرت انگیز اور عظیم الشان رشتہ قائم ہوگیا۔ اسی طرح اگلی نسلوں کا ہم پر بھی حق ہے۔ اپنے بچوں پر رحم کریں اور ان کو آغاز ہی سے دعائیں کرنی سکھائیں اور ان سے دعائیں کروائیں اور پھر دیکھیں کہ جب دعا کا پھل ان کو ملے گا تو ان کی کیفیت کیسے بدل جائے گی۔ غیر دنیا میں رہتے ہوئے معصوم بچوں کی حفاظت کا اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ ہزار ترکیبیں آپ کریں تربیت کی۔ ہزار پاپڑ بیلیں ان کو راہ راست پہ رکھنے کے لئے مگر اس جیسا مؤثر اور کوئی ذریعہ نہیں کہ آپ ان کو دعا گو بچے بنا دیں۔ خدا تعالیٰ سے ان کا ایک ذاتی تعلق قائم کروا دیں اور بچپن ہی سے وہ اپنی دعاؤں کا پھل کھانے لگ جائیں۔ پس یہ ایک دوسری نصیحت ہے۔ جہاں جماعت کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں اور اپنے لئے بھی وہاں اپنی آنے والی نسلوں کو بھی دعا گو نسلیں بنا دیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ جنوری ۱۹۹۰ء)

بقیہ: صـ۳ سے آگے

صاحب کے دو بچے اور دو ان کی سالی کے بچے مولوی صاحب کے پاس آ گئے مولوی صاحب محنت بھی کرواتے رہے اور ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے رہے۔ چنانچہ جب داخلہ کا وقت آیا تو جج صاحب بہادر نے کہا مولوی صاحب! آپ کے تمام شاگردوں کا داخلہ بھیج دیا جائے اس پر مولوی صاحب نے کہا مجھے صرف ایک پر اعتماد ہے۔ اس پر جج صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ آپ جو کچھ بھی کہیں گے منظور ہے چنانچہ جج صاحب نے صرف ایک کا داخلہ بھجوایا اور خدا کے فضل سے وہ کامیاب ہوا۔ اس پر جج صاحب کہنے لگے کہ یہی فرض شناسی ہے جو دوسرے مولویوں میں نہیں پائی جاتی اور میں نے پہلے دن سے ہی آپ میں پائی ہے۔

یہ سب واقعات آپکی 'سوانح حیات' سے لئے گئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈویلپمنٹ کیلئے عطایا کی تحریک

فضل عمر ہسپتال ربوہ مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ میں خدمت خلق کا ایک نیک نام ادارہ ہے اس ہسپتال میں سینکڑوں ہزاروں افراد بلا تمیز مذہب و ملت علاج کی سہولت حاصل کرتے ہیں۔

اس ہسپتال کو حضرت امام جماعت احمدیہ اس معیار کا ہسپتال بنانا چاہتے ہیں کہ:-

"ساری دنیا میں اس رُوح، اس کردار اور ظاہری باطنی معیار کا کوئی ہسپتال نہ ہو"

چونکہ ہسپتال ہر جہت سے ترقی کی منازل طے کر رہا ہے اور جدید دَور کے تقاضوں کے پیش نظر اس کے لئے مزید عمارات اور جدید مشینری، آلات وغیرہ کی ضرورت ہے۔

احباب کرام پہلے بھی مستحق مریضوں کے مُفت علاج کیلئے عطایاجات بھجواتے رہتے ہیں۔ مخیّر احباب کرام سے درخواست ہے کہ وقت کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے پیش نظر عمارات اور جدید مشینری اور آلات کے لئے بڑھ چڑھ کر عطایا برائے ڈویلپمنٹ کی مَد میں حِصّہ لیں تاکہ فضل عمر ہسپتال حضرت امام جماعت احمدیہ کے منشاء اور وقت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے خدمت خلق کے کام کو جاری رکھ سکے۔

(ایڈمنسٹریٹر)

صاحبِ اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کسی قسم کی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں۔

BABY TONIC	۱۰/-	۔ بے بی ٹانک (دودھ پیتے بچوں کیلئے)
BABY GROWTH COURSE	۳۰/-	۔ بے بی گروتھ کورس (دس سال تک کے بچوں کیلئے)
BODY BUILDING COURSE	۱۰۰/-	۔ کمزوری جسم کورس (نوجوانوں کیلئے)
DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-	۔ چھوٹا قد کورس (۵ سے ۲۰ سال تک کی عمر کیلئے)
BED URINE COURSE	۳۵/-	۔ بول بستری کورس
MITI CHOUR COURSE	۲۰/-	۔ مٹی چھوڑ کورس
MARASMAS COURSE	۵۰/-	۔ سوکھا پن کورس (بچوں کا)
SLOW DENTITION CURE	۲۰/-	۔ آہستہ دانت نکالنا کیور
IRREGULAR TEETH CURE	۲۰/-	۔ بے ترتیب دانت کیور

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹس کے لئے معقول کمیشن

مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے خرید فرمائیں یا براہِ راست بذریعہ ڈاک ہم سے منگوائیں

تین صد یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

۔ لاہور:- کیوریٹو سٹورز اچھرہ شاپنگ سنٹر۔ اچھرہ ۔ فیصل آباد:- کریم میڈیکل ہال۔ گول امین پور بازار ۔ راولپنڈی:- شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر ۔ پشاور:- ڈاکٹر عبدالرحمٰن معصوم۔ معصوم اینڈ سنز کیمسٹ شیخ آباد نمبر 1 ۔ کوئٹہ:- ہومیوپیتھک ڈاکٹر بشارت احمد۔ دکان نمبر ۲۴ خوجک روڈ پشین اڈہ ۔ ملتان:- ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین ملک۔ صدر بازار ۔ کراچی:- صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی ۔ حیدر آباد:- ابن سینا میڈیکل سٹور گاڑی کھاتہ ۔ سیالکوٹ:- ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ ۔ گوجرانوالہ:- کیوریٹو میڈیسن سروسز گلی حاجی عبدالعزیز۔ باغبانپورہ۔

(ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ

کیوریٹو میڈیسن کمپنی ربوہ

فون ۶۰۶، ۷۷۱

ملکی خبریں

○ واپڈا نے کسی اعلان کے بغیر تین ماہ کے دوران دوسری بار بجلی کے نرخ بڑھا دیئے ہیں۔ صنعتی یونٹ کے چار جز میں گیارہ پیسے اور گھریلو یونٹ کے چار جز میں سات پیسے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

○ گزشتہ شب جھنگ میں نامعلوم افراد کی اندھا دھند فائرنگ سے ایک پولیس ہیڈ کانسٹیبل ہلاک ہو گیا۔ اس سے قبل شام کے وقت بعض نامعلوم افراد نے محلہ ہاتھی دانت میں بھی فائرنگ کی جس سے ایک بچہ اور دو نوجوان شدید زخمی ہو گئے۔

○ وزیر اعلیٰ سندھ کے صوبائی مشیر برائے امور داخلہ عرفان اللہ مروت نے کہا ہے کہ حکومت کو بلیک میل کرنے اور غلط بیانی سے کام لینے کے علاوہ اعلیٰ پولیس افسروں پر تہمتیں لگانے کے الزام میں چانڈیو قبیلہ کے سردار سلطان احمد چانڈیو کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

○ آٹھ جماعتی علماء فورم نے پاس شدہ شریعت بل کی خامیاں دور کرنے کے لئے ایک اور کمیٹی قائم کر دی ہے۔

○ پنجاب اسمبلی میں ۶ ارب ۴۴ کروڑ ۷۴ لاکھ روپے کا ضمنی بجٹ پیش کر دیا گیا۔ جس میں غیر ترقیاتی اخراجات میں ۳ ارب کا اضافہ دکھایا گیا ہے۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے شوہر آصف علی زرداری۔ ایم۔ این۔ اے کو کے۔ڈی۔اے کی زمین خورد برد کرنے کے مقدمہ میں بری کر دیا گیا ہے۔

○ گوجرانوالہ علی پور چٹھہ روڈ پر حادثہ میں ۱۴ افراد جاں بحق اور ۲۰ زخمی ہو گئے۔

○ تین ڈاکوؤں نے بدھ کی دوپہر تقریباً ۱۲ بجے مسلم کمرشل بینک ماڈل ٹاؤن برانچ سے دو لاکھ ۷۰ ہزار روپے لوٹ لئے اور فرار ہو گئے۔

بقیہ: صٹ سے آگے

سعد۔ B بلاک 397/A یونٹ نمبر ۷ لطیف آباد حیدر آباد۔ گواہ شد نمبر ۱۔ میر عبدالرشید تبسم مربی سلسلہ وصیت نمبر ۱۷۷۱۴ گواہ شد نمبر ۲۔ سعد بن ظریف ولد مومن وصیت نمبر 19002

غیر ملکی خبریں

○ بھارت کے معمر سیاستدان اور سابق وزیر خارجہ نرسیما راؤ کو راجیو گاندھی کی جگہ کانگریس آئی کا صدر منتخب کر لیا گیا ہے۔ ان کی عمر ۷۰ سال ہے۔ پارٹی کی قیادت کے لئے مقتول رہنما کی بیوہ سونیا گاندھی کو دو مرتبہ دعوت دی گئی تھی مگر انہوں نے اسے مسترد کر دیا۔

○ راجیو گاندھی کے قتل کے کیس میں تحقیقات کے لئے بھارتی حکومت کی طرف سے ایک تحقیقاتی ٹیم سری لنکا جا رہی ہے جو تامل دہشت گردوں کے اس قتل میں ملوث ہونے کا جائزہ لے گی۔

○ بھارتی حکومت کے ایک ترجمان نے پاکستان کو دھمکی دی ہے کہ وہ مقبوضہ کشمیر میں غلط مہم جوئی سے باز رہے۔ ترجمان نے کہا کہ برف پگھلنے کے بعد حریت پسندوں کی سرگرمیاں تیز ہونے کا خطرہ ہے۔

○ افغان صدر نجیب اللہ نے کہا ہے کہ ان کی حکومت افغان مجاہدین سے مذاکرات کے لئے تیار ہے اگر مجاہدین نے رضامندی کا اظہار کیا تو فوراً صلح کا اعلان کر دیا جائے گا۔

○ اُدھر افغان عبوری حکومت کے صدر صبغت اللہ مجددی نے جنگ بندی قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے یو این او کے سیکرٹری جنرل کی پیش کردہ تجاویز کو مسترد کر دیا ہے۔

بقیہ: اطفال کے اعلانات صٹ سے آگے

ناظمین اطفال ابھی سے باقاعدہ تعلیمی کلاس جاری کر کے اطفال کو اس امتحان کی تیاری کروائیں۔

چندوں کی وصولی

اطفال کے مالی سال ۱۹۹۰-۹۱ء کے سات ماہ گذر چکے ہیں مگر ابھی تک چندہ مجلس اور اجتماع کی وصولی کی شرح بہت کم ہے۔ اس طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ جلد از جلد چندہ کی وصولی مکمل کر کے مرکز میں بھجوائیں۔

(مہتمم اطفال)

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے